۲۔ جو آج لذتِ دردِ نہاں کا جویا ہے		وہ پہلے سوز سے سینہ تو داغدار کرے

غالبؔ کا شعر ؎

اک عمر چاہیئے کہ گوارا ہو نیشِ عشق		رکھی ہے آج لذتِ دردِ جگر کہاں

تو جس درجہ کا ہے ظاہر ہی ہے۔ لیکن سید صاحبؒ کا شعر بھی اپنے رنگ میں خوب ہے۔

۳۔ ذات کا ادراک محال اور مسالک کی دسترس سے وراء الوراء ہے۔ تاہم ایک نادیدہ تجلی اسے ہر آن شاد کام رکھتی ہے۔ حضرت فرماتے ہیں ؎

ادب سے دیکھ لیں مشتاق دور سے انکو		محال ہے جو انہیں کوئی ہمکنار کرے

پوری غزلؔ انتخاب ہے۔ اور حسنِ ادا کی خوبی برجستگی، معنوی عمق اور عارفانہ حقیقت کا اچھوتا نمونہ، ملاحظہ فرمایئے ؛

سنا تو دے اسے افسانۂ غمِ ہجراں		وہ اعتبار کرے یا نہ اعتبار کرے

تیری نظر میں ہے تاثیرِ مستیٔ صہبا !		تیری نگاہ جسے چاہے بادہ خوار کرے

چند اور شعر ملاحظہ فرمایئے ؛

اس کی دزدیدہ نگاہی کے نثار		آج ہی آغاز کا انجام ہے

اب درِ پیرِ مغاں چھوٹے نہیں		اس کی مٹی میں بھی کیفِ جام ہے

ہے نہیں " بھی ربطِ پنہانِ نیاز و نازِ عشق		لَن تَرَانِی امتحانِ شوق کا پیغام ہے

ایک منتخب غزل " کے چند شعر درج کرتا ہوں :

دلِ حریفِ نگہ یار کہاں سے لاؤں		جو نہ بیخود ہو وہ میخوار کہاں سے لاؤں

اف رے دریائے معاصی کی تلاطم خیزی		وہ سفینہ جو کرے پار کہاں سے لاؤں

فیضِ ساقی ہے بہ اندازہ ظرفِ میخوار		دل حریفِ مئے بسیار کہاں سے لاؤں

قطرۂ اشک میں ہوں دل کے بھی ٹکڑے شامل
فطرتِ دیدۂ خونبار کہاں سے لاؤں

باقی آئندہ

سلہ اس غزل کا ایک شعر بعد میں غالباً تقریبِ خلافت کی مناسبت سے سید صاحب نے حذف کر دیا تھا۔ مرتب نے بھی اتباعِ شیخ میں درج کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ حذف شدہ شعر پڑھئے اور داد دیجئے ؎

پلا دے ساغرِ سرشار مجھ کو وہ ساقی		خزاں کو ایک اشارہ میں جو بہار کرے